© rasailojaraid.com

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

احتساب

احتساب و احتساب و احتساب و احتساب
پھر وہی ہر پھر کے آجاتے ہیں چہرے سامنے
شومیٔ قسمت وہی بنتے ہیں میر کارواں!!
ان کے ڈیروں پر کھڑی ہوتی ہیں کتنی گاڑیاں
ہم ترستے ہیں یہاں نان شبینہ کے لئے!
قوم کو برباد کر دیتی ہیں ان کی شوخیاں
دشمنانِ ملک و ملت کون ہیں سب دیکھ لیں
جن چراغوں میں جلا ہے ہم غریبوں کا لہو!!

سو سوالوں کا یہی ہے ایک بس اپنا جواب
جس گھڑی بھی ملک میں ہوتا ہے اپنے انتخاب
حال سے بڑھ کر کہیں ماضی بھی جن کا ہے خراب
ہاتھ میں اپنے پکڑتے ہیں جو اُلٹی ہی کتاب
اور ان کے پاس دولت کا نہیں کوئی حساب
ہم غریب الناس رہتے ہیں سدا زیرِ عتاب
وقت آپہنچا ہے چہرے سے اٹھا دو اب نقاب
آج اُن سے ہم بھی لیں گے پائی پائی کا حساب

محسوسات

کچھ صومعی کو غم نہیں یوم حساب کا
انسان کے شعور کو بیدار کردیا
سب انبیاء میں میرے نبی کی ہے یہ مثال
آفاق کی حدوں سے بھی آگے نکل گیا
صدیق نے کچل دیئے منکر زکوٰۃ کے
طغیانی آگئی وہیں دریائے نیل میں
بنجر زمیں کو رشکِ گلستاں بنا گیا
عثمان باحیا سے عقیدت کے ساتھ ساتھ
حسنین ہوں کہ حضرتِ حمزہ ہوں یا کہ حُر

سایہ ہے اس کے سر پہ رسالت مآب کا
احسان ہے سماج پہ ام الکتاب کا
صحرا میں جیسے پھول کِھلا ہو گلاب کا
دیکھو تو حوصلہ شہِ گردوں رکاب کا
یہ پہلا امتحان تھا شرعی نصاب کا
پہنچا جو خط اُسے عمر ابن الخطاب کا
کھل کر برسنا رحمتِ حق کے سحاب کا
خادم ہوں صدق دل سے علی ابو تراب کا
روشن ہے ان کے خوں سے ورق آفتاب کا

(حضرت صومعی کاشمیری، لاہور دسمبر ۱۹۹۶ء)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرزا غلام احمد کادیانی

سید کاشف گیلانی

فرنگی کھیل میں گاماں فقط بچہ جمورا تھا
حقیقت میں وہ اک ہلکائے کتے کا کتورا تھا

مسلمانوں کے ایمانوں کا قتل عام کرنے کو
نبوت کادیاں والے پیمبر کی دھتورا تھا

چپک جانا وہ اس کا ملت بیضا کی چرطی سے
یہ ثابت کر چکا ہے نسل میں وہ کن کھجورا تھا

کوئی ہو کادیانی یا ہو لاہوری وہ کافر ہے
پڑے گا فرق کیا خنزیر کالا تھا کہ بُھورا تھا

خدا کے برگزیدہ لوگ ایسے ہو نہیں سکتے
نبی کا نام گاماں تھا خلیفہ اس کا نُورا تھا

اسے انسان کہہ دینا بھی ہے توہین انساں کی
وہ کانا آدمی بھی نامکمل تھا اُدھورا تھا

نکلتا فلسفے کے دودھ سے پھر کس طرح مکھن
کہ دی انگریز نے اُس کو نہ چاٹی نہ چٹورا تھا

خدا شاہد ہے اسکی قبر پر لعنت برستی ہے
نہ اک الہام سچا تھا نہ اک وعدہ ہی پورا تھا

غلام احمد کی تحریریں بھی پڑھ کر دیکھ لو کاشف
ہماری نظم پڑھ کر تم نے بے شک مُنہ بسورا تھا

انتخابی لیڈر سے

باتیں تمہاری سن کے تو سر دُھن رہا ہوں میں
پھر مفلسی میں خواب کئی بن رہا ہوں میں

مجھ کو کسی نے بھی نہ چنا رحم کے لئے
کتنے برس سے راہ نما چن رہا ہوں میں

اے قلب ناصبور نہیں دور انقلاب
کچھ کشتگان غم کی صدا سن رہا ہوں میں

تازہ ہوئی ہیں یادیں غلامی کے دور کی
گرمی فضا میں ظلم کی ہے بھن رہا ہوں میں

کاشف نہ جائے گی کوئی فریاد رائیگاں
ہاتف کی یہ فلک سے ندا سن رہا ہوں میں

© rasailojaraid.com